حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

لبنانی مسلمانوں کی صورتِ حال پر ایک نظر

جہاں مسلم اکثریت اقلیت میں تبدیل کردی گئی

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہٗ نے پچھلے سال رابطۂ عالم اسلامی کیطرف سے ایک وفد کے سربراہ کی حیثیت سے مغربی ایشیا کے مسلم اور عرب ممالک کا دورہ فرمایا۔ اس معلوماتی اور دعوتی دورہ کی روداد انہوں نے حال ہی میں "دریائے یرموک سے دریائے کابل تک" کے نام سے لکھی ہے۔ جس میں ان ممالک کا دینی ثقافتی سیاسی اور اقتصادی نقشہ اور وہاں کی دینی اور روحانی کشمکش کی تصویر نہایت پیارے انداز میں کھینچی ہے۔ لبنان کے بارہ میں پیش نظر مضمون اسی سفرنامہ سے لیا گیا ہے۔ غور کیجئے کہ یورپ کی سامراجی اور مسیحی ذہنیت کن کن طریقوں سے مسلمانوں کے خلاف کارفرما رہتی ہے۔

(ادارہ)

اب وقت آگیا ہے کہ ہم لبنانی مسلمانوں کی سیاسی اور اجتماعی صورتِ حال پر ایک نظر ڈالتے چلیں، یہ ایک پیچیدہ اور مخصوص صورتِ حال ہے، جس کا اندازہ دوسرے ملکوں کے باخبر سیاستدان بھی آسانی سے نہیں لگا سکتے، جس شخص نے لبنان کا دورہ نہ کیا ہو اور وہاں کے حالات پر دقت نظر سے غور کرنے کا موقع اس کو نہ ملا ہو تو وہ اس صورتِ حال کو اچھی طرح نہیں سمجھ سکتا۔

مختصر یہ کہ لبنان کے مسلمان دولت عثمانیہ کے خلاف عربوں خصوصاً شامیوں کی بغاوت اتحادیوں کے وعدوں پر اعتماد، اور خلافتِ عثمانیہ کے دائرہ سے خروج کی سزا اور نحوست سے ابھی تک عہدہ برآ نہیں ہو سکے ہیں، وہ خلافتِ عثمانیہ جو اپنی تمام غلطیوں، کوتاہیوں اور کمزوریوں کے باوجود اسلامی

قوت اور اسلامی اتحاد کا نشان اور مقامات مقدسہ کی محافظ تھی، غالباً اس تاوان میں جو عربوں کو ادا کرنا پڑا ہے۔ اور آج بھی ادا کر رہے ہیں، لبنان کے مسلمانوں کا حصہ شام کے دوسرے باشندوں سے زیادہ ہے، لبنانی مسلمان آج بھی اس پیچیدہ، مخصوص اور نرالی صورت حال کے دباؤ سے کراہ رہا ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جبل لبنان میں عیسائیوں کی اکثریت تھی، اس کے برخلاف ساحل اور بقاع میں مسلمان اکثریت میں تھے، پھر ۱۹۲۰ء میں بیروت، صیدا، بعلبک، بقاع، حاصبیا اور راشیا کا لبنان سے الحاق عمل میں آیا اور جبل لبنان کو نئی جمہوریہ کی اساس و بنیاد قرار دیا گیا، ۱۹۳۲ء میں فرانسیسی حکومت نے مردم شماری کرائی جو ۳۱ر جنوری ۱۹۳۲ء کو عمل میں آئی۔ اس مردم شماری کے پیچھے سیاسی اغراض کارفرما تھے۔ دراصل فرانس کا مقصد یہ تھا کہ ملک کے باشندوں کی تعداد میں ایک فرقہ کو دوسرے پر فوقیت دے دی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک افواہ یہ بھی پھیل گئی کہ فرانس کا مقصد اپنی نوآبادیات میں فرانسیسی فوج میں جنگ کے لئے جبری بھرتی ہے، اور مسلمان اس سے بچتے تھے، مسئلہ کی پیچیدگی میں اس سے اور اضافہ ہوگیا کہ وہ سوریا کی تقسیم کے مخالف تھے۔

ان تمام اسباب کی بنا پر مسلمانوں نے مردم شماری سے کلی فرار اختیار کیا، نتیجہ ظاہر تھا، چنانچہ اس پرفریب مردم شماری سے عیسائیوں کی اکثریت ثابت ہوگئی، لبنان کے اعلیٰ حکام نے دوسری صحیح اور مکمل مردم شماری کرانے سے انکار کر دیا، اور آج بھی اس کے لئے آمادہ نہیں ہیں، جبکہ پہلی مردم شماری پر چالیس برس سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔

اسی مردم شماری کی بنیاد پر قومی دستور مرتب کیا گیا، عہدوں اور پارلیمنٹ کی نشستوں کی تقسیم انجام پائی اور یہیں سے اس عرب اسلامی ملک میں مسلمانوں کی حیثیت اور مستقبل کا تعین ہوا، اور وہ یہ کہ مسلمان تعداد میں اکثریت کے باوجود اپنے وطن میں اقلیت کی حیثیت سے زندگی گزاریں گے، معاملہ کی سنگینی اس سے اور بڑھ جاتی ہے کہ غیر مسلموں کو لبنانی قومیت پوری فیاضی سے دی جارہی ہے۔ اور اس طرح ان کے سیاسی مستقبل کا تحفظ کیا جارہا ہے۔

فرانس جب لبنان کو چھوڑ رہا تھا تو اس نے حکومت مارونی فرقہ کے سپرد کی اور ایک ایسا دستور (CONSTITUTION) وضع کیا گیا جس کی رو سے ساری طاقت صدر جمہوریت کے قبضہ میں ہوتی ہے۔ اور وہ ہمیشہ عیسائی ہوتا ہے، اس کو سب سے زیادہ اختیارات دئے گئے ہیں، وہ کسی کے آگے جوابدہ نہیں ہوتا اور وزیر اعظم کو جس کے متعلق دستور میں ہے کہ وہ ہمیشہ مسلمانوں میں سے منتخب کیا جائیگا، صدر جمہوریہ ہی مقرر کرتا ہے۔ وزیر اعظم پارلیمنٹ کے سامنے جوابدہ ہوتا ہے۔ اور پارلیمنٹ جب چاہے

اس کے خلاف اور اس کے وزراء کے خلاف .... عدم اعتماد کی تجویز پاس کر سکتی ہے، وزیر اعظم کے پاس مخصوص اختیارات بھی کچھ نہیں ہوتے، حقیقت یہ ہے کہ وہ صدر جمہوریہ کا ہیڈ کلرک ہوتا ہے۔ اگرچہ عملی طور پر عزت مآب صدر جمہوریہ کا محافظ اور ڈھال ہوتا ہے۔

یہ تو وہ دستور ہے، جو تحریری شکل میں ہے۔ اور جو لبنانی مسلمانوں کے ساتھ پورا انصاف نہیں کرتا، اس کے علاوہ وہاں ایک اور دستور بھی ہے، جو کہیں تحریری شکل میں نہیں ہے۔ وہ ہے وہ طریقہ جس کو لبنانی جمہوریہ اپنائے ہوئے ہے۔ ان دونوں دستوروں میں نمایاں تضاد پایا جاتا ہے۔ چنانچہ کلیدی عہدوں پر غیر مسلموں کی اجارہ داری ہے۔ ترقیاتی پروگراموں، مدارس، ادارے اور وظائف وغیرہ کے مستحق صرف غیر مسلم علاقے ہوتے ہیں، اخلاق و اقدار سے انحراف اور یکساں سول کوڈ کی دعوت مزید برآں جس کی اس ملک کی زندگی میں بہت اہمیت ہے تعطیل کے ایام حکومت نے جمعہ کی بجائے سنیچر اور اتوار کو مقرر کیا ہے، حکومت کی سفارشات میں سے ہے کہ ملازمت کی بنیاد فرقہ وارانہ ہو، ان اسلامی علاقوں کو جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں ترقی کے مواقع سے محروم رکھا جاتا ہے۔ اسی طرح جن مسلمانوں نے کسی وجہ سے لبنان چھوڑ دیا تھا، ان کو لبنانی قومیت حاصل کرنے میں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے [1]

بلاشبہ اس صورت حال کی ذمہ داری لبنانی مسلمانوں پر بھی ہے، اور بہت سی چیزوں کا تعلق ان کی کوتاہ بینی اور حالات کا صحیح اندازہ نہ لگانے سے ہے، کیونکہ لبنان کے سارے حالات غیر مسلموں کی جانب سے سوچی سمجھی اسکیم کے مطابق رونما ہوئے، اس کے برعکس مسلمانوں نے اس سلسلہ میں کسی منصوبہ بندی سے کام نہیں لیا، ایک سبب مسلم پارٹیوں کے لیڈروں کی ذہنیت اور سیاسی رہنماؤں کی خود غرضی اور نفس پرستی بھی ہے۔ جو ہر قیمت پر وزارت عظمیٰ کے عہدہ کو قبول کرتے رہے، خواہ اس سلسلہ میں لبنان کے مسلمانوں کے مفادات اور مصالح کو قربان ہی کرنا کیوں نہ پڑے، ان لیڈروں نے کبھی لبنانی مسلمانوں کے ساتھ مساوات اور ان کے فطری اور شہری حقوق کا مطالبہ نہیں کیا، اور بعض اوقات وزارت عظمیٰ کے عہدہ کو قبول کرنے کے لئے "عزت مآب صدر" کی دعوت پر فوراً لبیک کہا۔ خواہ اس کی مدت چند ہفتوں اور چند دنوں سے زیادہ نہ ہو۔

اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی یاد رہنا چاہئے کہ لبنان کے مسلمان عرب حکومتوں اور عرب دنیا

---

[1] یہ حصہ استاذ محمد علی انتصادی المحامی کی فاضلانہ کتاب "المسلمون فی لبنان مواطنون لا رعایا" کے مطالعہ اور معلومات پر مبنی ہے۔

سے بالکل علیحدہ اور الگ تھلگ رہتے ہیں۔ ان کو کسی عرب حکومت سے کوئی تعاون اور اپنے مسائل کے سلسلہ میں کسی قسم کی ہمدردی حاصل نہیں ہوتی، اس کے برخلاف عیسائی فرقہ کو تمام عیسائی یورپین قوموں امریکا اور واشنگٹن سے ہرطرح کا تعاون ملتا ہے۔ پوری عیسائی دنیا اس کی پشت پناہی کرتی ہے ۔ لیکن مسلمانوں کو عرب اور اسلامی دنیا سے کوئی مدد نہیں ملتی بعض حکومتیں اور بعض عرب ممالک کے دولتمند اور اصحاب خیر حضرات کچھ اسلامی اور فلاحی اداروں کے ساتھ تعاون ضرور کرتے ہیں، مگر اس سے لبنانی مسلمانوں کی موجودہ صورتِ حال اور ان کی آئندہ نسلوں کے مستقبل پر جو اس ملک سے وابستہ ہے۔ کوئی اثر نہیں پڑتا، حالانکہ یہ ملک اپنے جغرافیائی اور سیاسی محل وقوع کی بنا پر بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اور عرب ملکوں کے حالات اور مستقبل پر اثر انداز ہوسکتا ہے۔

اوپر کی سطور میں یہ اشارہ گزرا ہے کہ غیر مسلم طاقتوں نے لبنان میں مسلم عرب اکثریت کو بے اثر و بے دخل بنانے اور مسیحی فرقہ کو اس علاقہ میں دائمی اقتدار عطا کرنے کے لئے منصوبہ بند طریقہ پر کام کیا اور سب کچھ ایک مکمل و مرتب اسکیم کے ماتحت تھا حسن اتفاق سے ابھی حال میں اس کا ایک دستاویزی ثبوت ملا، یہ ایک رازدارانہ تحریر ہے، جو حکومت فرانس کی طرف سے عیسائی قائدین اور کارکنوں کی رہنمائی کے لئے مخفی طور پر تقسیم کی گئی تھی، یہاں اس کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے:

[یہ اس منشور کا عربی ترجمہ ہے، جو سنہ ۱۹۱۹ء میں اتفاق سے لبنان کے ایک کلیسا میں فرانسیسی زبان میں لکھا ہوا ملا تھا۔]

" مادرِ حکومت کی جانب سے اس کے مخلص فرزندوں کے نام

اے یسوع مسیح کے بیٹو!

اے وہ جنہوں نے اپنے عقائد کے تحفظ اور دفاع کے لئے صدیوں تک ذلت و رسوائی کو برداشت کیا۔ اے سرفراز اطہار! یہ دس نصیحتیں ہمیشہ یاد رکھئے:

۱۔ یہ وطن آپ ہی کے لئے وجود میں آیا ہے۔ تاکہ آپ اپنا شیرازہ اکٹھا کرسکیں۔ اور تاریخی جنگ کے بعد اپنی آزادی سے متمتع ہوسکیں۔ آپ کو یقین کرنا چاہیئے کہ عیسائی کے معنی لبنانی ہیں۔ اور صحرا سے آنے والے عربوں کو صحرا واپس جانا چاہئے۔

۲۔ ہم نے آپ کے لئے وہ تمام اہم انتظامات کردئے ہیں۔ جو اس علاقہ میں آپ کی خوشحال زندگی کے ضامن ہیں، مثلاً ملکیت اراضی غیر ملکی ایجنسیاں، سیاسی صورتِ حال امورِ زر، اب آپ کا کام یہ ہے کہ ان مفادات کا تحفظ کریں اور ان میں روز افزوں اضافہ کریں۔

۳۔ تفریح گاہوں اور سیاحتی انتظامات پر قبضہ کرنے کی کوشش کیجئے اور جب آپ اکثریت میں ہو جائیں تو عربوں کو ان کی بستیوں سے نکال دیجئے۔ بیروت کے علاوہ کسی دوسرے شہر میں جہاں مسلمان نہ ہوں ایک ریزرو بندرگاہ کی تعمیر ہرگز نہ بھولیئے، جس وقت بھی موقع ملے اور حالات سازگار ہوں، اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کیجئے۔

۴۔ طاقت کے تمام ذرائع اختیار کیجئے، مثلاً جسمانی ورزش، اسلحہ اور نوجوانوں کی تنظیمیں، فوج سے دلچسپی لیجئے، اپنی بات پوشیدہ رکھئے۔ اپنے رفقاء پر اعتماد کیجئے۔ اس لئے کہ دشمنوں کے ساتھ معرکہ بہت طویل اور مسلسل ہے۔

۵۔ ادبی قیادت کی زمام اپنے ہاتھ میں لیجئے، مثلاً کتابوں کی اشاعت اور تمام انجمنوں اور اکیڈمیوں پر آپ کا قبضہ ہو، ہرگز یہ تسلیم نہ کیجئے کہ آپ کی زبان کا سرمایہ تنہا مسلمانوں کی ملکیت ہے۔ اور بغیر کسی رو رعایت کے ان تمام افکار و اشخاص سے جنگ کیجئے جو آپ کے رجحانات کی مخالفت کرتے ہیں۔

۶۔ اپنے باہمی اختلافات کو نظری اور سطحی حد سے آگے نہ جانے دیجئے۔ کیونکہ آپ کی زندگی کا دار ومدار کا فر دشمن کے مقابلہ میں آپ کے اتحاد و یکجہتی پر ہے۔ اور آپ تو اس یسوع کے فرزند ہیں جس نے ہم کو محبت کا درس دیا ہے۔

۷۔ دوسروں کے منصوبوں کا ہمیشہ مطالعہ کرتے رہئے، اور ان کے ساتھ مل کر کام کیجئے تاکہ اندرونی باتوں کا علم ہو سکے اور ضرورت کے وقت ان کی ظاہری تائید میں بھی کوئی حرج نہیں لیکن کلیسا اور سرداروں سے ہر شخص کا رابطہ استوار ہونا چاہئے اور اپنے مخلص آباء کے احکام کی نافرمانی نہ کرنی چاہئے۔

۸۔ ہر بلند جگہ پر اپنے سروں کو اور اپنے شعائر کو بلند رکھئے اور یقین کیجئے کہ آزاد دنیا کی تمام عظیم طاقتیں بہت جلد آپ کے ساتھ ہوں گی، لیکن اپنا کام اس طرح کیجئے کہ گویا آپکو اس کا قطعاً علم نہیں ہے۔

۹۔ طبی اور شخصی خدمات کے ذریعہ عرب بادشاہوں اور سربراہوں سے قریب ہونے کی کوشش کیجئے! یہ سہل ترین راستہ ہے۔ اس سے کام کا وسیع میدان ملے گا، بڑی دولت حاصل ہوگی اور ان ملکوں میں بھی گھسنے کا موقع ملے گا جن میں آپ کا داخل ہونا دشوار ہے۔

۱۰۔ لبنانی قومیت کا معرکہ بہت اہمیت رکھتا ہے، بڑی ہوشمندی اور باریک بینی سے کام لیجئے تاکہ اپنے اکثریتی حقوق کا تحفظ کر سکیں ورنہ تمام کوششیں رائگاں جائیں گی۔